شریعت اسلامیہ میں تزئین و تحسین کا دائرہ کار: کاسمیٹک سرجری کے تناظر میں

Hafiz Fazale Haq Haqqani
Lecturer, Islamic Studies, University of Swat
fazlehaq@uswat.edu.pk

Dr. Muhammad Mushtaq Ahmed
Associate Professor & Chairman, Islamic Studies, University of Swat
dr.mmushtaqahmed@gmail.com

ABSTRACT

Islam is a complete code of life and Muslims are bound to follow the rule of Islam in every walk of life whether the issue is individual or collective in nature or whether it is about moral, economic or social aspect of life. The lifestyle of today's human beings is changing rapidly and it is affecting the Muslims population all around the world and they have to take sharia guidance about each and every issue they face in routine life. The issue of cosmetic surgery is no exception as it is in vogue all around the world and it has so many aspects.

In this paper the said issue is discussed in detail and different aspects of the issue is elaborated on whether cosmetic surgery is allowed or not and whether there are some exceptional cases available where the cosmetic surgery is acceptable from shariah perspective?

Key Words: Sharia, Cosmetic surgery, Beautification

تعارف:

جمیل اللہ پاک کی اسم گرامی ہے۔ اللہ پاک جمال کو پسند فرماتے ہیں۔ انسان کو اس ذات عالی نے خوبصورت ترین سانچے اور ڈھانچے میں پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ اس کائنات میں اللہ پاک کے بعد انسان سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ دراصل انسان بنیادی طور پر جنت کا مکین رہا ہے۔ اور اس کی فطرت و سرشت میں جنت کی نعمتیں گھر کر چکی ہیں۔ جنہیں آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی کے دل میں ان کا خیال تک آیا ہے[1]

چنانچہ انسان کے لاشعور میں ان نعمتوں کا ذائقہ اور خوشبو رچ بس چکا ہے۔ اب دنیا میں کوئی بھی خوبصورتی اور حسین منظر انسان کے اس فطری ذوق کو تسکین بہم پہنچانے سے عاری و ناکافی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حسن دراصل ہے کیا؟ چنانچہ اس کا جواب کوئی ایک نہیں بلکہ اس میں کئی آراء پائی جاتی ہیں۔ حسن قد و قامت کی موزونیت کو کہا جاتا ہے کہ ہر عضو اپنی جگہ موزوں لگے۔ چنانچہ ہر وہ روپ و انداز جو انسان کے فکر و نظر پر مجموعی طور پر قابو پالے حسن کہلاتا ہے۔ چنانچہ باری تعالی نے آیت "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم[2]" میں تخلیق انسانی کی عمدگی بیان فرماتے ہوئے اس کی خوبصورت ترین ڈھانچے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور یہ اصول ہے کہ ڈھانچہ اتنا ہی خوبصورت اور عمدہ ہوتا ہے جتنا کہ اس کا سانچہ ہو۔ پس انسانی ڈھانچہ مختلف مادی عناصر کا مجموعہ ہے۔ جس میں گوشت پوست اور ہڈیاں ہیں۔ ہر ایک کا انسانی حسن و جمال میں اپنا اپنا کردار ہے۔ انسان کے ظاہری اوصاف، وشمائل رنگ و روپ کا نام صورت ہے جبکہ اس کے باطنی خصائل، کمالات و کردار کو سیرت کا نام دیا جاتا ہے۔ اول الذکر انسان کے تعارف کے اسباب ہیں جبکہ آخر الذکر اس کی تعریف کے عوامل بتلائے جاتے ہیں۔ چنانچہ محض شمائل کی عمدگی کو حسن اور شمائل و خصائل دونوں کے مجموعے کو جمال کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قاری محمد طیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ جمال اپنی معنویت اور ہمہ گیریت کے لحاظ سے حسن پر فائق و برتر ہے اسی لئے کلام نبوت میں ذات باری تعالی کیلئے حسین کی بجائے جمیل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ کہ "ان اللہ جمیل یحب الجمال[3]" فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالی جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے۔

زیب وزینت کا مفہوم:

زیب وزینت کا معنی آرائش وزیبائش اور آراستگی وخوش نمائی ہے علامہ الصاحب بن عبادؒ فرماتے ہیں۔ والزينَةَ: اسم جامعٌ لكُلِّ ما يتزيَّنُ به کہ زینت سے مراد ہر وہ چیز ہے جو بناؤ وسنگھار اور خوبصورتی کیلئے استعمال کیا جائے[4]۔انسان کی فطرت ہے کہ وہ خوبصورت اور دوسروں سے منفرد نظر آنے کی خواہش رکھتا ہے۔اس خواہش کی تکمیل کیلئے وہ نت نئے روپ دھارتا ہے۔اس کیلئے وہ مختلف جتن کرتا ہے۔انسان تبدیلی پسند ہے اور ہمیشہ یکساں رہنے سے اس کی طبیعت جلد اکتا جاتی ہے . درحقیقت کائنات کی خوبصورتی بھی مختلف اشیاء اور عناصر کی مرہون منت ہے۔

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن

اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

چنانچہ یہی رویہ اسے روزمرہ کے نئے نئے فیشن اپنانے پر مجبور کرتی ہے۔انسان اپنے رنگ وروپ اور جسمانی ساخت میں تمام مخلوقات سے امتیازی شان رکھتا ہے۔اللہ تعالی نے انسان کو خوبصورت بنانے کے ساتھ اسے خوبصورتی کا شعور بھی بخشا ہے۔یہی وجہ ہے کہ کائنات کی دوسری اشیاء اس احساس سے عاری ہیں جبکہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالی نے خوبصورتی اختیار کرنے کی خمیر بھی ودیعت کر رکھی ہے۔

قرآن کریم اور تذکرہ زینت:

مناسب زیب وزینت اختیار کرنا شرعا مطلوب بلکہ ستر عورت فرض اور لازم بھی ہے۔ مشرکین مکہ جب ننگے ہو کر طواف کرتے اور کہتے کہ ہم ان کپڑوں میں کیسے طواف کریں جن میں ہم نے گناہ کیا ہے ؟ تو اللہ تعالی نے بطور تنبیہ فرمایا کہ تم رزیب وزینت کس نے حرام کی ہے یہ تو خود میں نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کی ہے۔چنانچہ تزئین وتحسین کیلئے جو لفظ اللہ رب العزۃ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے وہ "زینت" ہے جس کے متعلق واضح ارشاد باری تعالی ہے۔"قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ[5] "کہ آپ کہہ دیجئے اے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔کس نے منع کی ہے رونق اللہ کی جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے۔اس آیت میں زینت کی دو طرح کی تفاسیر ہیں۔

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اکثر مفسرین کرام کا قول ہے کہ زینت سے مراد، جس سے انسان اپنی شرمگاہ کو چھپا سکے۔

2۔ زینت سے مراد عام ہے، جو اس کی تمام شکلوں کو شامل ہے، جیسا کہ کپڑے، زیورات، بالیاں، کنگھن، میک اپ، سرمہ، مہندی وغیرہ سب شامل ہیں۔[6]

انسانوں کے زیب و زینت کے علاوہ پوری کائنات کے ہر شیئ کو اللہ تعالی نے حسین پیدا فرمایا ہے۔ جیسے سورہ کہف میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔"إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا[7]"۔ جس کی تفسیر میں علامہ شربینیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں زینت سے مراد خود حضرت انسان ہے۔ کہ وہ اس روئے زمین کی زینت اور خوبصورتی ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق دنیا میں بسنے والے تمام حیوانات انسان اور نباتات وغیرہ اس زمین کیلئے زینت اور خوبصورتی ہیں[8]۔

امام رازیؒ سورۃ یونس کی آیت "رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا[9]" کے تحت فرماتے ہیں کہ زینت سے مراد صحت، جمال، لباس، مال مویشی اور دوسری اشیاء ضروریہ ہیں[10]۔ اسی طرح اللہ رب العزۃ نے ایک اور مقام پر بھی ارشاد فرمایا ہے۔"يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ[11]" اے ابن آدم ہر سجدہ دیتے وقت زینت و آرائش اختیار کرو۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے انسان میں زیب و زینت اختیار کرنے کا جذبہ بھی رکھا ہے۔ اور اس کی تاکید کی گئی ہے کہ جب تم رب سے ملاقات اور مناجات کرنے جاؤ تو آراستہ پیراستہ ہو کر جایا کرو۔

اسی طرح نسل آدم کے والدین حضرت آدم و حوا علیہا السلام نے بہشت میں لباس زیب تن کیا ہوا تھا، اور شیطان لعین نے مختلف حربوں کے ذریعے بہشتی لباس سے ان کو محروم کرایا۔ تو انہوں نے درخت کے پتوں سے اپنی شرمگاہوں کو چھپایا۔"فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ[12]" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ستر عورت انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ مزید برآں یہ آیت اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ انسان کی طبیعت میں لباس و پوشاک کی محبت ودیعت کی گئی ہے۔

قرآن کریم کی سورت "النحل" میں مال مویشی کا بطور انعام ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزۃ نے "جمال اور زینۃ" دونوں الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالی ہے۔ وَالْأَنعامَ خَلَقَها لَكُمْ فيها دِفْءٌ وَمَنافِعُ وَمِنْها تَأْكُلونَ - وَلَكُمْ فيها جَمالٌ حينَ تُريحونَ وَحينَ تَسْرَحونَ - وَتَحمِلُ أَثْقالَكُمْ إِلى بَلَدٍ لَمْ تَكونوا بالِغيهِ إِلّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءوفٌ رَحيمٌ - وَالْخَيلَ وَالْبِغالَ وَالْحَميرَ لِتَرْكَبوها وَزينَةً وَيَخْلُقُ ما لا تَعلَمونَ[13]- کہ اللہ نے جانور پیدا فرمائے جن میں تمہارے لئے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی، اور طرح طرح کے دوسرے فائدے بھی۔ ان میں تمہارے لئے جمال ہے جب کہ صبح تم انہیں چرنے کے لئے بھیجتے ہو اور جب شام انہیں واپس لاتے ہو، وہ تمہارے لئے بوجھ ڈھو کر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں، جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔ اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق بنیں[14]۔ اس آیت میں اللہ پاک نے انسان کے متعلقات یعنی مال مویشی کو اس کی زیب وزینت گردانا ہے۔ گویا انسان کے لباس وپوشاک کی خوبصورتی اپنی جگہ اس کے مال ومتاع کی کشش اور زینت کو انسان کی خوبصورت قرار دی گئی ہے۔

سید قطبؒ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں " قرآن کریم نے ان نعمتوں کا ذکر کرتے وقت بشری ضروریات اور اس کے اشواق کا خصوصی خیال رکھا ہے۔ کیونکہ مال مویشی کے چمڑوں، اون، ببریوں اور بالوں میں انسان کے لباس وپوشاک کے اسباب ہیں۔ اسی طرح ان کا دودھ اور گھی اور گوشت انسان کھاتا ہے۔ اسی طرح انسان دور دراز علاقوں تک ان پر سامان لاد کر لے جاتا ہے کہ ان کے بغیر وہاں تک پہنچنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ صبح کو گھر سے نکالتے وقت اور شام کو گھر لوٹتے وقت انسان کیلئے حسین وجمیل اور دلکش ودلربا منظر ہوتا ہے جسے گاؤں دیہات کے لوگ بنسبت شہریوں کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محسوس کرتے ہیں[15]۔

احادیث نبویہ اور تذکرہ زینت:

ابو ہریرۃ رضی اہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے استفسار کیا کہ یارسول اللہ میں تو جمال اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہوں یہاں تک اپنے جوتے اور لباس میں بھی کسی کو اپنے سے جمیل دیکھنا

میرے لئے نا قابل برداشت ہے۔ اور آپ میرے حسن وجمال کو خود دیکھ بھی رہے ہیں تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ کبر نہیں بلکہ لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق کو ٹھکرانا تکبر ہے[16]۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسل نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک خود جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔ اور اپنے بندے پر اپنی عطا کردہ نعمت کا اثر دیکھنا پسند فرماتا ہے۔ فرمان نبوی ہے۔" قال رسول الله صلی الله علیه وسلم إن الله جميل يحب الجمال ويحب أن يرى أثر نعمته على عبده[17]- ایک اور حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ" ویکرہ البؤس والتباؤس[18]" کہ اللہ پاک فقیر ہونے یا بتکلف اسے اختیار کرنے کو ناپسند فرماتے ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر خوبصورت چادر زیب تن فرمائی ہوئی تھی۔ جیسے کہ ایک صحابی اس منظر کی عکاسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ لَبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ عَرَفَةَ حُلَّةً - أَو بردا[19]۔

ایک انصاری صحابی جو تنہائی پسند تھا، اس کا نام حنیظلہ یا خریم تھا۔ دمشق میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ کوئی ایسی نصیحت فرمادیں کہ کہ ہمیں فائدہ دے اور آپ کو کوئی نقصان نہ ہو۔ تو اس نے فرمایا کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے بھائیوں کے پاس جانے والے ہو لہذا تم اپنے کپڑے اور جوتے درست کرو۔ یا اپنی سواری ٹھیک کرو۔ فرمان نبوی ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلَى إِخْوَانِكُمْ فَأَصْلِحُوا نِعَالَكُمْ أَوْ قَالَ: رِحَالَكُمْ وَأَحْسِنُوا لِبَاسَكُمْ[20]

لباس کی رنگت کے متعلق اسلام کی ہدایات بھی پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ بہترین رنگ اسلام کی نظر میں "سفید" ہے۔ کہ اسے زندہ پہنا کریں اور اسی میں اپنے مردوں کو دفنائیں کیونکہ یہ بہترین لباس ہے۔ فرمان نبوی ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : عليكم بهذه الثياب البياض فليلبسه أحياؤكم و كفنوا فيها موتاكم فإنه من خير ثيابكم أو قال : من خير لباسكم[21] آپ علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ تمہارے زندہ لوگ سفید کپڑوں کو پہنا کریں اور مردوں کو اس میں دفنایا کریں، کیونکہ یہ بہترین کپڑا اور لباس ہے۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جمال اور خوبصورتی کی خاطر اسلام نے لباس کی رنگت کا بھی لحاظ کیا ہے۔ کیونکہ یہ مطوب ومقصود ہے۔ خوبصورتی

اور جمالیات کا تعلق نہ صرف اس دنیا کے ساتھ ہے بلکہ اگلے جہان میں بھی اسے ایک نعمت گردانا گیاہے۔ چنانچہ اہل جنت کے متعلق آتا ہے کہ وہ جب اللہ رب العزۃ سے ملاقات کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ کر آئیں گے تو ان کے حسن وجمال اور خوشبو میں اضافہ ہوا ہوگا۔ حوریں اپنے شوہروں سے اس بابت پوچھیں گے تو وہ جواب دیں گے ہم اپنے رب عزوجل کے ساتھ مل کر واپس آرہے ہیں اسلئے ہماری خوبصورتی اور خوشبو میں اضافہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ فرمان نبوی علیہ السلام ہے۔" ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى مَنَازِلِنَا، فَتَلْقَانَا أَزْوَاجُنَا، فَيَقُلْنَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا، لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ وَالطِّيبِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ، فَنَقُولُ: إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ عَزَّ وَجَلَّ، وَيَحِقُّنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا[22]"

اسی طرح جریر بن عبد اللہ البجلی رضی الہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا" اللہ پاک نے آپ کی خلقت بہترین پیدا فرمائی ہے، پس اپ اپنے اخلاق کو بھی بہتر فرمالیا کریں۔ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيَّ يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْتَ امْرُؤٌ قَدْ حَسَّنَ اللَّهُ خَلْقَكَ فَأَحْسِنْ خُلُقَكَ[23]» اسی طرح حدیث پاک میں آیا ہے کہ حسن کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک حصہ سارہ اور یوسف علیہما السلام کو جبکہ دوسرا حصہ تمام انسانوں میں بانٹا گیا ہے۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ قَالَ: «قُسِمَ الْحُسْنُ نِصْفَيْنِ، فَبَيْنَ سَارَةَ وَيُوسُفَ نِصْفُ الْحُسْنِ، وَنِصْفُ الْحُسْنِ بَيْنَ سَائِرِ النَّاسِ[24]»

زینت کے متعلق اقوال فقہاء

علامہ قرطبیؒ آیت "قل من حرم زينة الله اللتى اخرج لعباده" کے تحت فرماتے ہیں۔ زینت سے مراد خوبصورت لباس ہے جب پہننے والا اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ عمر رضی اللہ فرماتے ہیں کہ پہننے کے لباس سمیت ہر قسم کے کپڑے اس سے مراد ہیں کیونکہ جب اللہ نے کسی پر فراوانی کرر کھی ہو تو اسے بھی اختیار کرنی چاہئے۔

علی بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ سردیوں میں پچاس دینار کی چادر اوڑھتے تھے اور گرمیوں میں اسے صدقہ کیا کرتے تھے۔

علامہ تمیم الداریؒ ایک ہزار درہم کا جوڑا پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ مالک بن دینارؒ عدن کا عمدہ پوشاک پہنا کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ ایک دینار کا لباس پہنا کرتے تھے۔ علامہ ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان جب آپس میں ملیں

توزیب وزینت کیا کریں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں آیت بالا اعلی، عمدہ اور قیمتی لباس پہننے پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ لوگوں اور رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت، نیز عید، جمعہ وغیرہ میں عمدہ لباس پہننا چاہیئے[25]۔

تزئین و تحسین کی اقسام:

انسان کی فطرت ہے کہ جہاں وہ حسن اور جمال کو پسند کرتا ہے وہاں وہ خود بھی خوبصورت دکھنا پسند کرتا ہے۔ اسلئے جب اس کے جسم اور عضو میں جب کسی ناپسندیدہ اور عیب دار چیز کا ظہور ہوتا ہے تو اس کا حسن متاثر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اسے تبدیل کرنے کے متعلق سوچتا ہے۔ اب کیا ہر ناپسندیدہ چیز کو تبدیل کر کے جاذب نظر بنایا جاسکتا ہے؟ یا اس کے متعلق کوئی حد بندی قائم کی گئی ہے؟

درجہ بالا سوال کا جواب تلاش کرنے سے قبل اس کے متعلق شریعت اسلامیہ کے عمومی مزاج کو سمجھنا چاہیئے۔ قرآن کریم نے مرد یا عورت کو آپریشن یا ادویات کے ذریعے اپنی جنس تبدیل کرنے کو "تغییر خلق اللہ" کا عنوان دیا ہے۔ جو از روئے شریعت ناجائز و حرام ہے۔ کہ ایک مکمل مردانہ علامات کا حامل مرد بتکلف عورتوں کی علامات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے یا اس کے برعکس مکمل زنانہ علامات کے حامل عورت اپنے اندر بتکلف مردانہ صفات پیدا کرنے کی کوشش کرے تو یہ تغییر خلق اللہ شمار ہوتا ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے۔ کہ شیطان اللہ رب العزۃ سے مکالمہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں ان گمراہ لوگوں کو ضرور حکم دوں گا اور وہ اللہ کی خلقت میں لازمی طور پر تبدیلی اور تغییر کریں گے۔ جبکہ اللہ رب العزۃ جواب میں فرماتے ہیں کہ جو اللہ پاک کو چھوڑ کر شیطان کو دوست اور ولی بنائے گا وہ نقصان اور خسارے میں پڑ جائے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے "وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا "[26]۔ اب اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ جسم میں واقع کونسی تبدیلی تغییر خلق اللہ میں آئے گی اور کونسی خارج ہو گی۔ تاہم اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ جسمانی تبدیلی کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ جسم میں کوئی ایسی تبدیلی کرنا کہ تخلیق کے مقاصد میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو، بلکہ جسم یا اس کا کوئی عضو اسی طرح باقی رہے جیسے پہلے تھا البتہ اس قدر تبدیلی کرنا کہ اس میں مزید خوبصورتی آجائے، جیسے سرجری کے ذریعے کسی حصہ میں سختی پیدا کروانا

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی ایسی تبدیل کرنا کہ اس سے اللہ کی خلقت میں تبدیلی واقع ہو جائے اور شریعت نے اس کی اجازت دی ہو۔ جیسے مونچھیں اور ناخن کاٹنا

تیسری صورت یہ ہے کہ شریعت نے تبدیلی کے حدود و قیود مقرر نہ کئے ہوں بلکہ اسے انسانی نفع کے ساتھ جوڑ دیا ہو کہ اگر انسان کا کوئی فائدہ ہو تو وہ تبدیلی کرے نہ ہو تو نہ کرے جیسے درختوں کی پیوند کاری

ان اقسام سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ ہر تبدیلی اور تغییر ممنوع نہیں ہے بلکہ بعض کی خود شریعت نے اجازت دی ہے اور بعض کو انسانی نفع کے ساتھ مقید کر دیا ہے۔

عصر حاضر میں تزئین و تحسین کی جدید صورتیں

تزئین کی خاطر اختیار کی جانے والے ذرائع کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ مستقل ذرائع

جسم پر انمٹ نقش و نگار بنانا، دانتوں کو باریک کرانا اور ان میں کشادگی پیدا کرانا، پلاسٹک سرجری، رنگ گورا کرنے کیلئے جلد کے اندر خاص خلیے ختم کرانا، ہیئر ٹرانسپلانٹیشن

2۔ عارضی ذرائع

سرمہ لگانا، لپ اسٹک لگانا، مہندی اور خوشبو کا استعمال، آئی لینز ڈلوانا، فیس پاؤڈر اور کریموں کا استعمال، نیل پالش استعمال کرنا۔

اس تحقیق میں صرف پلاسٹک سرجری کو زیر بحث لایا جائے گا کہ آیا اس کا تذکرہ نصوص میں پایا جاتا ہے یا نہیں؟ اس کے حدود و قیود کیا ہیں؟ کن مقاصد اور حالات کے تحت اس کی گنجائش ہو سکتی ہے؟

پلاسٹک سرجری ایک نظر میں:

انسان اپنی حیات مستعار میں مختلف مراحل طے کرتا ہے، کبھی شیر خواری کی انتہائی کمزور اور نحیف حالت میں، کبھی عنفوان شباب کی قوت وطاقت سے بھرپور جوانی اور مآل کار ادھیڑ عمر اور بڑھاپے کی وادی میں قدم رکھ کر بے بسی اور بے کسی کے عالم میں شب وروز بسر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اس کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے۔

"اللَّهُ الَّذي خَلَقَكُمْ من ضَعْفٍ ثُمَّ جعل مِن بعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جعل مِن بعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وشَيْبَةً يَخْلُقُ ما يشاءَ وهُوَ الْعليمُ الْقَدير[27]"

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے بنایا تمہیں کمزوری سے، پھر دیا کمزوری کے بعد زور، پھر دے گا زور کے بعد کمزوری اور سفید بال، بناتا ہے جو کچھ چاہئے اور وہی جاننے والا قادر ہے" چنانچہ جب اس کی زندگی عروج کے بعد زوال پذیر ہونا شروع ہوتی ہے تو اس کی دلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ توانا نظر آئے اور۔ اس کے ظاہری خدوخال پر عمر زیست کے اثرات نظر نہ آئیں۔ چنانچہ اسی فطری خواہش کی تکمیل کیلئے وہ ہزار جتن کرتا ہے۔ مال وزر صرف کرتا ہے، قیمتی خوراک اور پوشاک کا استعمال کرتا ہے۔ ادویات اور معجونات کا استعمال کرتا ہے۔ سائنسی طریقے اور تراکیب عمل میں لے آتا ہے۔ چنانچہ موجودہ دور میں سائنس و ٹیکنالوجی نے بہت زیادہ ترقی کی ہے اور طب نے بھی کئی ساری مشکلات کو آسان بنادیا ہے۔ طب کی عمل جراحی کی ایک شاخ پلاسٹک سرجری بھی ہے، جسے عربی میں "جراحۃ التجمل بالعملیات التجملیۃ" اور انگریزی میں "Reconstructive Surgey " کہتے ہیں۔

پلاسٹک سرجری کا تعارف:

جسم میں مستقل طور پر تبدیلی چاہئے بطور علاج ہو یا بطور تزئین و تحسین ہو اس کیلئے پلاسٹک سرجری کا طریقہ استعمال ہوتا ہے۔ اس میں انسانی جسم کے کسی ایک حصہ سے گوشت یا چمڑا حاصل کرتے ہوئے اسے دوسرے حصہ پر چسپاں کیا جاتا ہے۔ اس میں آپریشن اور جسم کے ایک حصہ کا دوسری جگہ استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جسم کے حصہ کو زیادہ آسانی سے قبول کرتا ہے۔

اس کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

"جراحة تجری لتحسین منظر جزء من اجزاء الجسم الظاھرة ووظیفته اذا ما طراء علیه نقص او تلف او تشوة[28]"وہ آپریشن جو جسم کے ظاہری اجزاء میں سے کسی جزء کو خوشنما اور جاذب نظر بنانے کیلئے کیا جاتا ہے جب اس میں کوئی عیب، تلف یا بگاڑ پیدا ہو" جراحت کی یہ قسم اپنی افادیت کی بناء پر معاشرے میں مقبول ہو رہا ہے اور حیرت انگیز نتائج بر آمد ہو رہے ہیں۔ اس کے ذریعے چہرے کی جھریاں، جھکے ہوئے ابرو، لبوں اور ٹھوڑی کی ساخت، ٹیڑھی ناک، جلد کی رنگت میں تبدیلی، سینے کا ابھار وغیرہ میں تبدیلی سمیت ہر وہ چیز جو انسان کو ناپسند ہوتی ہے، آسانی سے تبدیل کیا جاتا ہے۔

انگلش اردو ڈکشنری میں پلاسٹک سرجری کی تعریف یوں کی گئی ہے

The process of reconstructing or repairing parts of the body, especially by transfer of tissue, either in the treatment of injury or for cosmetic reasons.

اعضاء جسم کو مرمت اور جوڑنے کا عمل جو خلیوں کے منتقلی کے ذریعے تزئیین و تحسین یا علاج کی غرض سے سرانجام دیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے جسمانی تبدیلی کے متعلق قرآن کریم کی آیت کا مطالعہ کیا جائے گا۔ چنانچہ اس سے متعلق قرآن کریم کی ایک ہی آیت ہے۔ جس میں شیطان اللہ پاک کو مخاطب کرتے ہوئے شیطان کے متعلق کہتا ہے کہ میں انہیں راہ راست سے بھٹکاؤں گا۔ انہیں خوب آرزو دلاؤں گا، انہیں حکم دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ اللہ کی تخلیق میں تغیر پیدا کریں گے۔ اب اس تبدیلی کے متعلق سلف کے درج ذیل اقوال ملتے ہیں۔ پہلا قول جو ابن عباس، مجاہد اور امام ضحاک کا ہے کہ اس سے مراد "اللہ کے دین میں تبدیلی" ہے[29]۔

دوسرا قول جو ابن عباس رضی، انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سعید ابن المسیبؒ سے منقول ہے۔ تغییر سے مراد "جانوروں کا خصی کرنا ہے[30]"

تیسرا قول جو حضرت عکرمہؒ اور جمہور مفسرین کا ہے۔ کہ تغییر خلق سے مراد جسم گدوانا، جانوروں کو خصی کرنا اور ان کے کان کاٹنا ہیں[31]۔

چوتھا قول اس سلسلے میں علامہ الزجاجؒ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جانور اسلئے پیدا کئے تاکہ لوگ ان کا گوشت کھائیں اور ان سے نفع اٹھائیں جبکہ انہوں نے اپنے اوپر حرام کر دیے۔ اسی طرح اللہ تعالی نے شمس و قمر اور احجار واشجار کو ان کی نفع رسانی پر مامور کر لیا ہے جبکہ انہوں نے انہی اشیاء کو اپنا معبود بنالیا ہے[32]

آیت کریمہ کے سیاق وسباق کو سامنے رکھ کر ان تمام اقوال کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آیت کے سیاق میں مشرکین کے افعال شرک کی مذمت کرنا مقصود ہے نہ کہ ان کے جزوی افعال کی مذمت۔ اور اس قول کی مزید تائید سورہ روم کی آیت "فطرت اللہ اللتی فطر اللناس علیہا[33]" سے بھی ہوتی ہے کیونکہ اس میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے اللہ کی فطرت جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا اس میں کوئی تبدیلی اور تغییر نہیں ہے۔ اسلئے یہی راجح قول معلوم ہوتا ہے۔ اور تغییر خلق اللہ سے انسانی جسم میں تبدیلی کرنا مرجوح قول ہے البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس دور میں جسمانی تبدیلی کو شعائر شرک سمجھا جاتا تھا تو پھر یہ قول بھی راجح قرار پائے گا لیکن یہ بات خود محل نظر ہے۔

اگر ذخیرہ احادیث پر نظر دوڑائی جائے تو بعض روایات ایسی ملتی ہیں جن میں جسمانی اعضاء کے اندر تبدیلی کا ذکر پایا جاتا ہے چنانچہ عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں جنگ کلاب میں اس کی ناک کٹ گئی تھی۔ پس انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی تو اس میں بدبو شروع ہوگئی، چنانچہ آپ علیہ السلام نے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت دی۔ جیسے علامہ بیہقیؒ کی کتاب السنن الکبری میں ہے"عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَدِّهِ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ : أَنَّهُ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلاَبِ فِى الْجَاهِلِيَّةِ ، فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ ، فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَرَهُ النَّبِىُّ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ[34]. " امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔"لعن الله الواشمات والمتوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله[35]" کہ اللہ تعالی نے لعنت بھیجی ہے ان عورتوں پر جو جسم کو گودنے والی یا گدوانے والی، پیشانی کے بال اکھاڑنے والی یا اکھڑوانے والی، دانتوں کے درمیان خوبصورتی کیلئے فاصلہ پیدا کرنے والی ہیں، کیونکہ یہ اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے والی ہیں۔ کم وبیش انہی الفاظ کے ساتھ متعدد روایات میں ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی

ہے۔ چنانچہ یہ امر واضح ہے کہ اس عمل کی شناعت اصول دین سے ٹکرا رہی ہے وگرنہ اتنے معمولی بات پر اللہ کی رحمت سے دوری تو نہیں ہو سکتی۔ اور علماء جرح وتعدیل نے تو معمولی بات پر بہت زیادہ وعید اور انعام کو حدیث کی موضوع ہونے کی علامت قرار دی ہے۔ لہذا یہ امر لازمی معلول بہ علت ہو گا۔ اب اس علت کو تلاش کرنے کیلئے درج ذیل "پیرامیٹرز" کے مطابق اسے تلاش کیا جائے گا۔

اگر فقہاء کی عبارات پر نظر دوڑائی جائے تو درج بالا افعال سے ممانعت کی کئی وجوہات نظر آتی ہیں۔ چنانچہ فقہ شافعی کے مشہور فقیہ علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں- فَأَمَّا الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ فَفِيهِ تَأْوِيلَانِ : أَحَدُهُمَا : أَنَّهَا الَّتِي تَصِلُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ بِالْفَاحِشَةِ .

وَالثَّانِي : أَنَّهَا الَّتِي تَصِلُ شَعْرَهَا بِشَعْرٍ نَجِسٍ ، فَأَمَّا الَّتِي تَصِلُ شَعْرَهَا بِشَعْرٍ طَاهِرٍ فَعَلَى ضَرْبَيْنِ[36]-

یعنی مرد و عورت میں سے جو کوئی اس لئے وصل (بالوں کے ساتھ دوسرے بال لگواتا) ہے کہ اس کے ذریعے بدکاری میں مبتلا ہو، یا کسی کو دھوکہ دے تو وصل کرنا حرام ہے۔ اگر محض کوئی زینت کیلئے کرتا ہے تو نہ صرف جائز بلکہ بیوی کا اپنے شوہر اور لونڈی کا اپنے آقا کیلئے مستحسن امر ہے۔

مالکیہ کے مشہور فقیہہ علامہ قرافیؒ صاحب مقدمات سے نقل فرماتے ہیں۔ قَالَ صَاحِبُ الْمُقَدِّمَاتِ تَنْبِيهٌ لَمْ أَرَ لِلْفُقَهَاءِ الْمَالِكِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ فِي تَعْلِيلِ هَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّهُ تَدْلِيسٌ عَلَى الْأَزْوَاجِ لِيَكْثُرَ الصَّدَاقُ وَيُشْكِلُ ذَلِكَ إِذَا كَانُوا عَالِمِينَ بِهِ وَبِالْوَشْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ فِيهِ تَدْلِيسٌ وَمَا فِي الْحَدِيثِ مِنْ تَغْيِيرِ خَلْقِ اللَّهِ لَمْ أَفْهَمْ مَعْنَاهُ فَإِنَّ التَّغْيِيرَ لِلْجَمَالِ غَيْرُ مُنْكَرٍ فِي الشَّرْعِ كَالْخِتَانِ وَقَصِّ الظُّفْرِ وَالشَّعْرِ وَصَبْغِ الْحِنَّاءِ وَصَبْغِ الشَّعْرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ[37]

اس عبارت میں علامہ قرافیؒ صنف نازک کی طرف سے زیبائش و آرائش کے لئے کئے جانے والے امور کے متعلق ممانعت والی احادیث کی علت بتا رہے ہیں۔ چنانچہ بال اکھڑوانا اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کروانا یا جدید دور میں پلاسٹک سرجری کروانے سے ممانعت کی ایک وجہ یہ ہے کہ عورتیں اس کے ذریعے اپنی اصلی حالت چھپاتی ہیں۔ اور بناوٹی خوبصورت اختیار کرتے ہوئے نکاح کے وقت زیادہ مہر کا مطالبہ کرتی ہیں۔ گویا اصل وجہ کسی کو دھوکہ دینا ہوا۔ البتہ شادی شدہ عورتوں کا اپنے شوہر کیلئے ان چیزوں کے ذریعے زیب و زینت اختیار کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں دھوکہ دہی والی علت نہیں پائی جاتی۔

مشہور حنفی فقیہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔ وَلَعَلَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى مَا إذَا فَعَلَتْه لِتَتَزَيَّنَ لِلْأَجَانِبِ ، وَإِلَّا فَلَوْ كَانَ فِي وَجْهِهَا شَعْرٌ يَنْفِرُ زَوْجُهَا عَنْهَا بِسَبَبِهِ ، فَفِي تَحْرِيمِ إزَالَتِهِ بُعْدٌ ، لِأَنَّ الزِّينَةَ لِلنِّسَاءِ مَطْلُوبَةٌ لِلتَّحْسِينِ ، إلَّا أَنْ يُحْمَلَ عَلَى مَا لَا ضَرُورَةَ إلَيْهِ لِمَا فِي نَتْفِهِ بِالْمِنْمَاصِ مِنْ الْإِيذَاءِ[38]۔

علامہ شامیؒ درجہ بالا عبارت اور اس کے مجموعی سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جب یہ افعال(جسم گودوانا، بال ملوانا، دانتوں میں فاصلہ پیدا کرنا، چہرے سے بال اکھیڑ وانا اور پلاسٹک سرجری کروانا) کریں تو اس میں دو چیزیں ملحوظ خاطر ہونی چاہیئں۔

1۔اس میں دھوکہ دہی مقصود نہ ہو۔جسے اصطلاح میں تزویر اور تدلیس کہا جاتا ہے۔

2۔اجنبی مردوں کو مائل کرنے کیلئے یہ زیب وزینت نہ اختیار کی جائے،اس کو اصطلاح میں تبرج بزینۃ الجاہلیۃ کہا جاتا ہے۔اور اس سے قرآن کریم نے صراحۃ منع فرمایا ہے۔

3۔رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ افعال بدکار اور فاحشہ عورتوں کا شعار بن چکے تھے۔اس لئے مسلمان عورتوں کو اس سے منع کیا گیا تاکہ ان کی عزت آبرو پر کوئی حرف اور داغ نہ آئے اور وہ محفوظ ومامون رہیں۔

نتائج

1۔راجح تفسیر کے مطابق آیت "تغییر خلق اللہ "جسمانی تبدیلیوں سے متعلق نہیں ہے۔

2۔متعدد صحابہ کرام سے انسانی جسم میں کئی تبدیلیوں سے متعلق آپ ﷺ کی احادیث منقول ہیں۔

3۔ان تبدیلیوں سے ممانعت معلول بعلۃ ہے۔

4۔مالکیہ،حنفیہ اور شافعیہ کے متعدد فقہاء کے ہاں اس برائی کی اصل علت دھوکہ دہی،اجنبی مردوں کے میلان کا ذریعہ،اور بدکار عورتوں کا شعار بننا ہے۔

5۔ حضرات حنفیہ خصوصا عصر حاضر کے مفتیان گرامی کی رائے کے مطابق عمومی حالات میں بلا ضرورت صرف زیبائش،حسن میں اضافے یا اس کو زیادہ عرصہ برقرار رکھنے کی خواہش کے طور پر انسانی جسم میں قطع وبرید کی اجازت شرعا نہیں دی جاسکتی۔تاہم پیدائشی یا کسی مرض یا حادثے کی وجہ سے اگر جسمانی عیب پیدا ہوا ہو جو بدہیئت

معلوم ہوتا ہو اور عمر کے طبعی تقاضے کے بر خلاف ہو اور اس کا ازالے کی صورت ماہر طبیب کی نظر میں صرف اور صرف سرجری ہی ہو تو اس صورت میں ماہرین شریعت بقدر ضرورت پلاسٹک سرجری کی گنجائش دیتے ہیں۔ چنانچہ پیدائشی عیوب مثلاً ہونٹ، تالو کا کٹا ہوا ہونا، آنکھوں کا ٹیڑھا پن، ناک یا ہاتھ پاوں کا ٹیڑھا ہونا، ہاتھ پاوں کی انگلیوں کا زیادہ ہونا وغیرہ ایسی صورتیں ہیں جہاں پر پلاسٹک سرجری کی گنجائش دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان حالات میں سرجری اس لئے کی جاتی ہے اس کے ذریعہ ان اعضاء کو اپنی فطری حالت کے موافق کیا جائے جو کہ جائز ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی گنجائش دی جاتی ہے کہ اگر انسانی اجزاء سے انتفاع کے بغیر عیب دور نہ ہو سکتا ہو تو مریض کے اپنے بدن کے کسی جزو کو اسی کے جسم کے متاثرہ حصے میں استعمال کیا جاسکتا ہے ہ تا کہ غیر طبعی حالت سے نکل اس کو طبعی حالت میں لایا جاسکے، تاہم اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جس عضو سے کوئی حصہ لیا جائے وہ خود صورت یا عمل کے لحاظ سے متاثر نہ ہو[39]۔

6۔ بعض محققین علماء کرام اس سلسلے میں حرام لمس و نظر کی علت کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ضرورت و حاجت کی صورت میں جواز کی گنجائش کے ساتھ ساتھ لمس و نظر کی حرمت کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے اور ضرورت کی شدت اور خفت کو اس سلسلے میں مد نظر رکھنا چاہئے[40]۔

---

1 . Muhammad bin Fatooh Alhamidi,Al jam bain alsahihain Albukhari wa Muslim,Darul nashr,Labnan Bairut,2002,2nd edition,Vol 3,P 98

2 . Al-teen ,5

3 .Al Busairy,Ahmad bin abi bakr bin ismail,ittihaf al khira almuhra bi Zawaid almasaneed al Ashra,V 4,P478

4 .Al sahib bin ibad,Almuheet fi lugha,mawqiul warraq,V,2,P 306

5.Al Araf 32

6 . Ibn al jawz, fi ilmi al tafseer,al maktab al islami,Bairut, 3rd edition 1404,V 6,P 31

7. Al kahf ,7

8. Muhammad bin Ahmad al Shareen,Tafseer al-siraj al muneeri,Darul kutub al ilmia Bairut,V 2, P 272

9 . Youns,88

10. Al Razi,Al tafseer al kabir,Dar ihya al turas al arbi,Bairut,3rd edition 1420, v 17, p 292 292

11 .Al . Araf,31

[12]. Al . Araf ,22
[13] . Al. Anahal 8--5
[14]. Abul Aala,Maududi,Tafheem al quran,V 2,P 526-527
[15]. Syyad Qutub ,Fi Zilal al Quran,Mawqi altafaseer,V 4,p 455
[16].Al naisaburi.Mustadrik al alsahihain,Darul kutub alilmia,Bairut,1st edition 1990,V 4,P 201
[17]. Abu Zura al dimashqi,Abdul Rahman,Al fawaid almalila
[18]. Al Busairy,Ahmad bin abi bakr bin ismail,ittihaf al khira almuhra bi Zawaid almasaneed al Ashra,V 4,p 477
[19]. Abu bakr Abdul Razaq,Al musannaf,al majlis alilmi alhind,al maktab al islami,Bairut 2nd edition 1403,V 3,p 333
[20].Abu bakr al baihiqi, shuab al aiman,maktab al rushad Al Riyaz,1st edition 2003,V 8,p 266
[21]. Al naisaburi.Mustadrik al alsahihain,Darul kutub alilmia,Bairut,1st edition 1990,v 4,P 205
[22].Ibni maja,sunan ibni maja,Dar ihya alkutab alarbiya,V 2,P 1450
[23].Abu bakr Muhammad bin jafar,Aitilal al quloob lilkharaiti,Mustafa al baz,Makka almukarrama ,al Riyaz,2nd edition,2000,V 1,P 160
[24]. Abu bakr Muhammad bin jafar,Aitilal al quloob lilkharaiti,Mustafa al baz,Makka almukarrama ,al Riyaz,2nd edition,2000,V 1,P 165
[25] . Al qurtubi,al jami li ahkam al quran,daru alim alkutub,al Riyaz,2003,V 7,p 195-196
[26].Al Nisa 119
[27].Al Room, 54
[28].Majallatul buhoth al fiqhiya almuasira,V 27,P 301With reference of Al mausooa al tibiya al hadith,V 3, P 454
[29]. Al Razi Al imam Al hafiz Abu Muhammad Abdur rahmanbin abi hatim ,tafsir abn abi hathim,almaktaba alasriya said,V 4,P 1069
[30]. Al tabri,Abu jafar tafsir tabri, Dar hijr litaba wal nashr waltawzi,1st edition 2001, V 7,P 495
[31].Al baghwi,Muhiy ul sunnah,abu Muhammad,alhsain bin masood al baghwi, Dar tiaba linashr wa ltawzi,4th edition,1997,V 2,P 289
[32]. Al qrtubi,al jami li ahkam al quran,Dar alim alkutub,Al Riyaz ,Saudia ,2003, V 5,P 394
[33] .Al room
[34].Al baihiqy,Abu bakr ahmad bin alhusain , bin ali ,Al sunan alkubra, Majlis dairatul maarif,1st edition 1344,V2, P 425
[35]. ,V 4,P 1853.Al bukhari,Saheeh al bukhari,dar ibn kaseer,bairut 3rd edition, 1987
[36]Al Mawardi,Al allama Abu al hasan,Kutub Al hawi al kabeer,Darul fikr Bairut V2,P 593-595

[37] .Al qurafi,Abul abbas,ahmad bin idrees,al malki,Al zakheera,Dar ul gharb al islami,Bairut,1st edition 1994,V 13,P 315

[38].Al shami,ibni abideen,Radul muhtar,Mawqi al islam,V 26,P 410

[39] . Retrieved on 11/11/2022 at https://usmaniapsh.com/read_question/14431324

[40] . Retrieved on 11/11/2022 at https://darulifta-deoband.com/home/ur/halal-haram/147269